آٹھواں باب

پاکستان کی ثقافت

CULTURE OF PAKISTAN

''ثقافت'' کے لفظی معنی ہیں ''کچھ اُگانا''۔ اس کو ایک طرزِ زندگی بھی کہا جاتا ہے۔ کسی بھی قوم کی ثقافت میں بہت سے عوامل شامل ہوتے ہیں۔ اس میں طرزِ زندگی، زبان، ادب، مذہب، رسوم ورواج، نظریہء حیات، خوراک کی عادتیں، عمارت سازی اور فنونِ لطیفہ شامل ہیں۔ ثقافت کے یہ تمام پہلو ساتھ ساتھ اُبھرتے اور پروان چڑھتے ہیں۔ ثقافت کا ہر ایک پہلو اور عنصر قوم کے ماضی اور حال کا عکاس ہوتا ہے۔ جغرافیائی حالات اور ماحول کا بھی قوم کی ثقافت پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ ان حالات اور ماحول میں زمین، آب وہوا، نباتات، معدنی وسائل اور حیوانات سب ہی شامل ہیں۔ ثقافت کی چند کرداری خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) ہر ثقافت کا اپنا مخصوص مزاج ہوتا ہے جو ایک تہذیب وثقافت والوں کو دوسروں سے ممیّز کرتا ہے۔ یہ ثقافت کسی قوم یا ملک کے ماضی کی تاریخ اور نظریے کی عکاسی کرتی ہے۔

(ii) ثقافت ایک قوت (داعیہ) ہے جو دوسروں کو متاثر کرتی ہے۔ مثبت سوچ وفکر (قوت) کی ثقافت جلد ہی دوسری ثقافتوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔

(iii) دوسری ثقافتوں سے ملاپ اور رابطے کی صورت میں ثقافت میں تبدیلی آسکتی ہے۔ ایک وقت تھا کہ مسلم ثقافت نے دنیا کی دوسری اقوام کی ثقافت کو متاثر کیا تھا۔ یہ ثقافتی سوچ وفکر (قوت) اُس وقت تک موثر رہتی ہے جب تک لوگوں کو اپنا کردار اُس ثقافت پر یقین اور اعتماد کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ تبدیلی اور دوسری ثقافتوں کے ساتھ ملاپ کے عمل سے گزر کر نئی ثقافت وجود میں آتی ہے۔

(iv) کسی بھی ثقافت کی اپنی انفرادی شناخت اور پہچان اس کو دوسروں میں مقبول بناتی ہے۔ ماضی میں مسلم ثقافت اس لیے بام عروج پر پہنچی تھی کیوں کہ ہر مسلمان ذاتی کردار اور اقدار میں بہت توانا اور مستحکم تھا۔

(v) ہر ثقافت کی چند بڑی توانا اقدار ہوتی ہیں۔ توانا، مستحکم اور مستقل اقدار کی حامل ثقافت دوسری ثقافتوں کو خود میں جذب کر لیتی ہے، جس طرح مسلم ثقافت نے اُس وقت کیا جب مسلمانوں نے کئی دوسرے

ممالک کو فتح کرلیا۔ اِن ثقافتوں کے مسلم ثقافت میں جذب ہونے کی وجہ اسلام کی توانا، پائیدار اور مستقل اقدار ہیں۔

1۔ پاکستان کی زبانیں:

زبان ثقافت کا سب سے اہم جزو ہے کیوں کہ خیالات، احساسات اور جذبات کے اظہار کے لیے زبان ہی مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ زبان قوم کی شناخت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قوم اپنی زبان کو عزیز رکھتی ہے اور اس کے فروغ و ارتقاء کے لیے مناسب اقدامات کرتی ہے۔

دنیا میں ایسے بہت سے ممالک ہیں جہاں ایک سے زیادہ زبانیں بولی جاتی ہیں۔ کسی ملک میں بولی جانے والی تمام زبانیں اُس ملک کی ثقافت کا حصہ ہوتی ہیں۔ البتہ اُن میں سے کسی ایک زبان کو قومی رابطہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور اُسی کو قومی زبان کہتے ہیں۔

قومی زبان کے ذریعے مختلف علاقوں کے رہنے والوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں مدد ملتی ہے اور یہ اتحاد اور قومی یکجہتی کو فروغ دینے کا ذریعہ ہے۔ قومی زبان کو ملک کی دوسری زبانوں پر فوقیت حاصل ہوتی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ دوسری زبانوں کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔ علاقائی زبانوں کو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ تمام صوبائی زبانیں قوم کا مجموعی ثقافتی اثاثہ ہیں، جو کہ اپنے اپنے مخصوص علاقوں میں بتدریج پھلتی اور پھولتی رہتی ہیں۔

پاکستان میں 30 سے زائد زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ہمارے ملک کی بڑی صوبائی زبانیں سندھی، پنجابی، پشتو اور بلوچی ہیں۔ یہ زبانیں زیادہ تر اپنے اپنے صوبوں کی نمائندگی کرتی ہیں اور انھیں صوبائی زبانیں کہا جاتا ہے۔ پاکستان کی قومی زبان اُردو ہے، جو لب و لہجے کے معمولی فرق کے ساتھ پاکستان کے تمام علاقوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ قیامِ پاکستان کے وقت بانیٔ پاکستان قائداعظمؒ نے واضح الفاظ میں اعلان کیا تھا کہ پاکستان کی قومی زبان اُردو ہوگی۔ پاکستان کے 1973ء کے دستور میں بھی اُردو کو سرکاری زبان قرار دیا گیا ہے۔

i۔ اُردو:

اُردو ہمارے ثقافتی ورثے کا حصہ ہے۔ اب سے تقریباً تین ہزار سال قبل آریا وسط ایشیا سے آکر جنوبی ایشیا کے شمالی حصے میں آباد ہو گئے تھے۔ جیسے ہی اُن کی تعداد میں اضافہ ہوا انھوں نے رفتہ رفتہ یہاں کے قدیم باشندوں کو جنوب کی جانب دھکیل دیا۔ آریا لوگ سنسکرت زبان بولتے تھے لیکن کچھ مقامی اثرات سے اس زبان میں تبدیلیاں آئیں اور یہ

سنسکرت سے بگڑی ہوئی زبان ''پراکرت'' یعنی عام لوگوں کی زبان کہلانے لگی۔ چنانچہ تقریباً پندرہ سو سال تک عام لوگ پراکرت بولتے رہے۔ راجا بکر ماجیت نے سرکاری علمی و ادبی کاموں کے لیے ایک بار پھر سنسکرت زبان رائج کر دی۔ لیکن عوام کی زبان پراکرت ہی رہی۔

وقت گزرنے کے ساتھ پراکرت زبان نے چار منفرد اور نمایاں شکلیں اختیار کر لیں اور ان مقامی شکلوں میں سے ایک شکل 'برج بھاشا' کہلائی۔ یہ زبان دریائے گنگا اور جمنا کے درمیان اور ان کے اطراف کے علاقوں میں بولی جاتی تھی۔

مسلمانوں کے مختلف خاندانوں نے جنوبی ایشیا (برصغیر) پر حکومت کی۔ پہلے یہاں پٹھانوں کی اور پھر مغلوں کی حکومت قائم ہوئی۔ اُن لوگوں کی زبان فارسی تھی جس میں عربی اور ترکی زبانوں سے بہت سے الفاظ مستعار لیے گئے تھے۔

مغلوں کے دورِ حکومت میں کئی یورپی اقوام جنوبی ایشیا میں کسی نہ کسی مقصد سے آئیں۔ اس طرح کچھ فرانسیسی اور پرتگالی الفاظ بھی برج بھاشا میں شامل ہو گئے اور یوں شاہ جہاں (1627ء تا 1658ء) کے عہد میں برج بھاشا داخلی طور پر اتنی بدل گئی کہ یہ ایک نئی زبان معلوم ہونے لگی۔ اس نئی زبان کو ہندو اور مسلمان یکساں سمجھ اور بول سکتے تھے اور چونکہ مغل بادشاہوں کی فوج میں ہر قوم و مذہب و فرقے کے سپاہی ہوتے تھے اس لیے یہ فوجیوں کے لشکر کی زبان بن گئی۔ فوجی لشکر کو ترکی زبان میں اُوردو کہتے ہیں۔ لہٰذا لشکر میں بولی جانے والی زبان کا نام 'اوردو' پڑ گیا۔ اوردو کا لفظ خود منگولی زبان کے لفظ 'اوردہ' (یعنی پڑاؤ یا لشکر) سے ماخوذ ہے۔ فارسی زبان کے زیرِ اثر لفظ 'اوردو' زیادہ ملائم ہو کر 'اردو' ہو گیا۔ اس زبان کا شکوہ اور شان و شوکت ترکی الفاظ کی مرہونِ منت ہے اور اس کی مٹھاس اور شیریں بیانی اور دلکشی فارسی الفاظ کے طفیل ہے۔ عربی کے وہ الفاظ جو ترکی اور فارسی نے مستعار لیے ہوئے ہیں وہ بھی اس نئی زبان اُردو نے اختیار کر لیے۔

مغل بادشاہوں کے آخری دو سو سالہ (1658ء تا 1857ء) دور میں علمائے دین، اہلِ علم و دانش اور شعراء نے اُردو زبان کو اظہارِ خیال کے لیے اختیار کر لیا۔ اُس وقت دوسری زبان فارسی تھی۔ اِس طرح اِس زبان کی ترقی و توسیع ترویج کو مہمیز مل گئی۔ اُردو زبان کی ساخت کچھ ایسی ہے کہ دوسری زبانوں کے الفاظ اس میں شامل ہو کر اجنبی معلوم نہیں ہوتے بلکہ مستعمل ہونے پر اسی زبان کا جزو لاینفک معلوم ہونے لگتے ہیں۔

اُردو نے تحریکِ پاکستان کو فروغ دینے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان کے تمام صوبوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ یہ قومی اتحاد کی علامت ہے۔ مقامی زبانوں کے بے شمار الفاظ اب اُردو زبان میں اپنی جگہ بنا رہے ہیں۔ اُردو نے خود مقامی زبانوں کو بہت متاثر کیا ہے اور اردو کے الفاظ اب بڑی بے تکلفی سے سندھی اور پنجابی زبان کی گفتگو میں استعمال ہوتے ہیں۔

اُردو نے پاکستان میں بہت ترقی کی ہے اور فروغ پایا ہے۔ اُردو ادب میں نظم کا بیش قیمت ذخیرہ موجود ہے۔ ہمارے ادیبوں اور شاعروں نے اپنی کاوشوں سے اِسے مالا مال کر دیا ہے اور پاکستان کے عوام الناس میں اس کو مقبول بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اُردو ڈراموں، اُردو فیچر فلموں اور اردو میں میٹھے اور شیریں نغموں نے ان کے مطالب اور مفہوم کو سمجھنا آسان کر دیا ہے۔ اُردو ذریعہ تعلیم بھی ہے اور امتحان کا ذریعہ بھی۔ جدید علوم اور مضامین کا اُردو ترجمہ کیا جا رہا ہے۔ اُردو زبان کی ترقی کے لیے وفاقی سطح کے دو کالج یعنی اُردو سائنس کالج اور اُردو آرٹس کالج کراچی میں قائم کیے ہیں جنہیں اب اُردو یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ حکومت نے ایک ادارہ ''مقتدرہ قومی زبان'' کے نام سے اسلام آباد میں قائم کیا ہے۔ جس مقصد و مدعا اُردو زبان کی ترقی و ترویج ہے۔

ii۔ سندھی:

سندھی جنوبی ایشیا (برصغیر) کی قدیم ترین زبانوں میں سے ایک ہے۔ جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کی آمد کے بعد سندھی زبان نے بہت تیزی سے ترقی کی اور عربی، فارسی الفاظ اس زبان میں داخل ہو گئے۔ سندھی زبان ترمیم شدہ عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ سندھی زبان کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ مسلمانوں کے دورِ حکومت میں یہ پہلی مقامی زبان تھی جس میں قرآنِ مجید کا ترجمہ ہوا۔

سندھی صوفیانہ شاعری کو صوبہ سندھ کے علاوہ پاکستان کے دوسرے صوبوں اور علاقوں میں بھی بہت مقبولیت حاصل ہے۔ شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ اور سچل سرمستؒ سندھی صوفیانہ شاعری کے سب سے نمایاں شاعر ہیں۔ ان کی شاعری سے عوام فیض یاب ہوتے ہیں اور ان پر فخر کرتے ہیں۔

اُنیسویں صدی کے آخر میں جدید سندھی زبان کی بنیاد رکھی گئی۔ بیسویں صدی میں سندھی زبان نے نظم و نثر کے میدانوں میں خوب ترقی کی ہے۔ افسانہ، ناول، ڈرامہ، سفر نامہ، مضامین و مقالے اور جدید نثر کی تمام اصناف غرضیکہ ہر میدان میں مسلسل تخلیقات سامنے آ رہی ہیں۔ روایتی اصنافِ شاعری یعنی غزل، نظم، مثنوی، رباعی وغیرہ کے ساتھ ساتھ کئی یورپی، چینی اور جاپانی اصنافِ سخن بھی متعارف کرائی گئی ہیں۔ اس لیے آج کے دور کی سندھی زبان میں علم و ادب کا بیش بہا خزینہ موجود ہے۔ سندھی زبان میں تقریباً ایک درجن اہم روزنامے اور سو سے زائد ہفت روزہ، پندرہ روزہ، ماہنامے اور سہ ماہی رسالے، میگزین اور جرنل شائع ہوتے ہیں۔

سندھ یونیورسٹی، جام شورو اور جامعہ کراچی (یونیورسٹی) میں سندھی زبان کے شعبے قائم ہیں، جہاں سے ماسٹر

(ایم۔اے) اورڈاکٹریٹ (پی ایچ ڈی) کے اسناد عطا کی جاتی ہیں۔سندھی زبان اسکولوں اور کالجوں میں پڑھائی جاتی ہے اور پرائمری سے لے کر اعلیٰ درجوں تک بلکہ یونیورسٹی میں پوسٹ گریجویٹ کی سطح کے امتحانات میں بھی سندھی زبان میں جواب لکھنے کی اجازت ہے۔سندھی زبان صوبہ سندھ کی سرکاری زبان ہے۔سندھی زبان کی ترقی کے لیے1990ء میں ایک ادارہ ''مقتدرہ سندھی زبان'' قائم کیا گیا ہے۔سندھی ادبی بورڈ معیاری قدیم اور جدید ادب کے شاہکار شائع کر کے سندھی زبان کو فروغ دے رہا ہے۔

iii۔ پنجابی:

صوبہء پنجاب کی زبان پنجابی ہے۔پنجابی ذخیرہ الفاظ میں عربی، ترکی اور فارسی زبانوں کے الفاظ شامل ہیں۔ اگرچہ کہ پنجاب کے مختلف علاقوں میں بولی جانے والی پنجابی کے لب و لہجے میں معمولی سا فرق ہے لیکن بنیادی طور سے ایک ہی زبان ہے۔قدیم بدھ مذہب کے چند پیشواؤں نے پنجابی زبان میں مذہبی اور پُرعقیدت نغمے اور گانے لکھے تھے، جو پنجابی ادب کے قدیم ترین شہپارے ہوتے ہیں۔اس زبان میں ادبی روایت کا باقاعدہ آغاز جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کی آمد کے بعد ہوا۔اس خطے کے بیشتر علمائے دین اور صوفیائے کرام نے اپنے خیالات کے اظہار اور تبلیغِ دین کے لیے اس زبان کو اختیار کیا۔جن چند عظیم صوفی شعراء اور مبلغین نے پنجابی زبان میں اپنا کلام پیش کیا ہے اُن میں بابا فرید گنج شکر، شیخ ابراہیم (فرید ثانی)، گورونانک، شاہ حسین (مادھولال)، سلطان باہو، بلھے شاہ، وارث شاہ، ہاشم شاہ، علی حیدر ملتانی، میاں محمد بخش اور خواجہ غلام فرید شامل ہیں۔

بیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ہی پنجابی زبان میں ناول، ڈرامے، مختصر کہانی اور افسانے اور دیگر اصناف نثر لکھنے کا آغاز ہوا۔ان ہی دنوں پنجابی صحافت کا بھی آغاز ہوا۔اس کے بعد پنجابی زبان میں نئے نئے موضوعات مثلاً فن، فلسفہ، تاریخ، لسانیات، معاشیات، جغرافیہ، طب اور قانون وغیرہ پر کتابیں لکھنے کا رجحان پیدا ہوا اور آج اِس زبان میں مطبوعہ اور غیر مطبوعہ شاہکاروں کا وسیع خزینہ موجود ہے۔

صوبہء پنجاب میں پنجابی کو ایک اختیاری مضمون کے طور پر پڑھایا جاتا ہے۔جامعہ پنجاب (یونیورسٹی) میں پنجابی زبان کا شعبہ قائم ہے جہاں ایم اے اور ڈاکٹریٹ کی سطح پر تعلیم دی جاتی ہے۔غرض یہ کہ اب پنجابی زبان ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور اس کا ادب بتدریج مالا مال ہو رہا ہے۔گذشتہ چالیس (40) برسوں میں بے شمار نوجوان پنجابی ادیب، ڈرامہ نگار اور شاعر ابھر کر سامنے آئے ہیں۔پنجابی ڈراموں اور فلموں نے لوگوں کے ذہنوں پر شدید اثر ڈالا ہے اور اس سے

زبان زیادہ مالدار ہوگئی ہے اور عوام الناس میں اس کی مقبولیت بھی بڑھ گئی ہے۔

iv۔ پشتو:

صوبہ خیبر پختونخوا کی زبان پشتو ہے۔ یہ بلوچستان کے شمال مغرب میں بھی بولی جاتی ہے۔ زمانہ قدیم میں مشرقی ایرانی قبائل دریائے سندھ اور کوہ ہندوکش کے درمیانی علاقے میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ وہ جو زبانیں بولتے تھے اُن کی باقیات میں اب بھی سنجانی اور پامیر زبانیں زندہ ہیں۔ پشتو زبان ان ہی زبانوں کی اساس سے اُبھری ہے۔ قدیم پشتو ادب کے علاوہ سترھویں اور اٹھارہویں صدی عیسوی میں پشتو زبان کے مشہور شاعر کاظم خان شیدا، رحمان بابا اور خوشحال خان خٹک وغیرہ نے پشتو زبان میں کثیر تعداد میں نغماتی نظمیں لکھی ہیں۔ اسی زمانے میں پشتو صحافت کا بھی آغاز ہوا۔ پشتو زبان کے لوک گیت اور لوک کہانیاں محفوظ کی گئیں۔ موجودہ دور میں پشتو کا ادبی اور علمی سرمایہ بہت وسیع ہو گیا ہے۔ اب پشتو زبان میں کئی رسائل شائع ہوتے ہیں۔ جامعہ پشاور (یونیورسٹی) اس زبان کو ترقی دینے کے لیے ضروری اقدامات کر رہی ہے۔ جامعہ پشاور (یونیورسٹی) میں قائم پشتو اکیڈمی پشتو کو ترقی دینے اور جدید بنانے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ کوئٹہ میں بھی ایک پشتو اکیڈمی قائم ہے۔

v۔ بلوچی:

صوبہ بلوچستان کے بلوچ قبائل کی زبان بلوچی ہے۔ اس صوبے میں بلوچی زبان کے علاوہ پشتو اور براہوی زبانیں بھی بولی جاتی ہیں۔ بلوچی زبان کا سلسلہ جنوبی اور مشرقی ایران میں بولی جانے والی قدیم زبانوں سے ملتا ہے۔ بلوچ قبائل شمال مشرقی ایران سے جنوبی ایشیا (برصغیر) کے اُس علاقے میں آئے جسے اب بلوچستان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ اپنے ساتھ قدیم بلوچی زبان بھی لائے تھے۔ لیکن ابتداء میں بلوچی زبان قابلِ ذکر ترقی نہیں کر سکی۔ 1952ء میں کراچی سے پہلا بلوچی ماہنامہ شائع ہوا۔ لیکن وہ زیادہ عرصے تک جاری نہیں رہ سکا۔ اس کے بعد 1960ء میں کوئٹہ سے سرکاری مجلّہ اولس جاری ہوا جو ہنوز جاری ہے۔ بلوچی علم و ادب کو فروغ دینے اور پروان چڑھانے کے لیے کئی تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔ اب بلوچی ادب ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ بلوچی ادب میں رزمیہ اور رومانوی شاعری کے علاوہ لوک داستانوں کا رنگ نمایاں ہے۔ جام ورک، مست توکلی، گل خان نصیر، آزاد جمال الدین، ن۔ م دانش اور بائل دشتیاری (نازبی بی) مشہور بلوچی ادیب ہیں جنھوں نے اس زبان کے فروغ میں نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔ بلوچی زبان کو مزید ترقی دینے کے لیے جامعہ بلوچستان (یونیورسٹی) اور بلوچی اکیڈمی گراں قدر خدمات انجام دے رہی ہیں۔

مندرجہ بالا زبانوں کے علاوہ پاکستان میں بولی جانے والی نمایاں اور قابلِ ذکر علاقائی زبانوں میں شینا، بلتی، براہوی، چترالی، کشمیری، کوہستانی، ہندکو اور سرائیکی شامل ہیں۔ یہ زبانیں اپنے اپنے مخصوص علاقوں میں بولی جاتی ہیں۔

2۔ قومی زبان کی اہمیت بالمقابل قومی اتحاد:

اگرچہ کہ تمام صوبائی زبانیں مساوی اہمیت رکھتی ہیں۔اس کے باوجود ایک قومی زبان کی ضرورت اور اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ہر قوم کو اپنی پہچان اور شناخت کے لیے چند علامتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ زبان بھی کسی قوم کی بہت بڑی پہچان ہوتی ہے۔ پاکستان چار صوبوں پر مشتمل ایک مضبوط اور مستحکم وفاق کا نام ہے اور اس کی قومی زبان اُردو ہے۔ جسے آئینی تحفظ حاصل ہے اور بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناحؒ نے بھی اُردو کو پاکستان کی قومی زبان قرار دیا تھا۔ اُردو زبان مختلف صوبوں کے درمیان رابطے کا کام دیتی ہے اور جب مختلف علاقوں کے افراد ایک دوسرے سے گفتگو کرنا اور تبادلہ خیال کرنا چاہتے ہیں تو انھیں ایک رابطے کی زبان کی ضرورت ہوتی ہے۔قومی زبان کے ذریعے قومی اتحاد اور یکجہتی کا تصور ابھرتا ہے اور مختلف صوبوں میں رہنے والوں کو یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ اپنی الگ زبان رکھنے کے باوجود ایک قومی زبان کی بدولت ایک رشتے میں بندھے ہوئے ہیں اور یہ زبان سب کا ورثہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُردو شاعری اور نثر میں پاکستان کا ہر صوبہ تخلیقات پیش کر رہا ہے۔ ہمیں سندھ، پنجاب، بلوچستان اور خیبر پختونخوا کے ایسے شاعر اور ادیب ملتے ہیں جن کی اُردو میں تخلیقات، اردو ادب میں گراں قدر اضافہ ہیں۔

مندرجہ بالا حقائق سے یہ واضح ہے کہ اُردو حقیقتاً اس کی مستحق ہے کہ اُسے قومی زبان کے طور پر اختیار کیا جائے۔ اس لیے قومی اتحاد پیدا کرنے میں بحیثیتِ قومی زبان اس کی اہمیت ذیل میں بیان کی جا رہی ہے۔

(i) رابطے کا ذریعہ:

یہ پاکستان کے عوام کے درمیان تعاون اور تعلقات بڑھانے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ یہ پاکستان کے چاروں صوبوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اسی لیے یہ قومی اتحاد، یکجہتی اور استحکام کا ذریعہ ہے۔

(ii) تحریکِ پاکستان میں کردار:

جب تحریکِ پاکستان اپنی ابتدائی منزلوں میں تھی تو اُس وقت اُردو سب سے زیادہ پسندیدہ زبان تھی۔ یہ زبان جنوبی ایشیا (برصغیر پاک و ہند) پر مسلمانوں کے دورِ حکومت میں پروان چڑھی ہے۔ اُردو زبان بہت منفرد اور نمایاں ہوگئی تھی کیونکہ اس نے عربی، فارسی، ترکی اور انگریزی کے ذخیرہ الفاظ کو خود میں جذب اور قبول کر لیا ہے۔ اسلامی ثقافت نے

اسے ایک علیحدہ پہچان دی اور اس کو مسلمانوں میں مقبول بنا دیا۔ اس اعتبار سے اکثر مسلم قائدین اور رہنماؤں مثلاً سر سید احمد خان، شیخ عبدالمجید سندھی، علامہ اقبال، حسرت موہانی، علامہ شبلی نعمانی اور قائداعظمؒ اور دیگر اکابرین نے ہندی کے مقابلے میں اُردو زبان کی حمایت کر کے یہ ثابت کر دیا تھا کہ اُردو برصغیر کی واحد زبان ہے جس میں اسلامی ادب کثرت سے پایا جاتا ہے۔ اُردو نے عوام کے مابین اتحاد و اتفاق پیدا کیا۔

(iii) مشترک رشتہ:

بحیثیتِ قومی زبان اُردو اور دوسری صوبائی زبانوں میں بہت قریبی اور بے تکلفی کا رشتہ پایا جاتا ہے۔ یہ تمام زبانیں عربی، فارسی اور انگریزی سے متاثر ہیں اور اسی لیے اِن زبانوں میں بے شمار مشترک الفاظ ہیں۔ تمام زبانوں میں یکساں موضوعات پر کتابیں اور لٹریچر دستیاب ہے۔

(iv) ذرائع ابلاغ (ذرائع رسل ورسائل):

ریڈیو، ٹیلی ویژن اور پریس ابلاغ کے خاص ذرائع ہیں۔ یہ قومی اتحاد و اتفاق کے فروغ کے لیے قومی اور صوبائی زبانوں کی مدد سے اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان زبانوں کے مشترکہ سرمائے سے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ اس سے قومی زبان کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اس سے پاکستان کے مختلف علاقوں کے لوگوں کے مابین ہم آہنگی پیدا ہوئی ہے۔

(v) فائدے کا ذریعہ:

صوبائی زبانوں کی تحریریں مثلاً: لوک کہانیاں، مضامین ومقالات، شاعری اور گیت اُردو میں ترجمہ کیے جاتے ہیں، تاکہ ان کو سمجھ کر لوگ زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کر سکیں اور لوگوں کے درمیان خیر خواہی اور نیک خواہشات کے جذبات فروغ پا سکیں اور ملک میں باہمی افہام وتفہیم میں اضافہ ہو سکے۔

(vi) رابطہ:

پاکستان چار صوبوں کا ایک وفاق ہے۔ پاکستان کے مختلف صوبوں کے مابین اُردو رابطے کی زبان کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ اس طرح اُردو قومی اتحاد و اتفاق کے لیے ایک اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

(vii) بین الاقوامی زبان:

اُردو ادب نہ صرف سارے ملک میں چھایا ہوا ہے بلکہ بیرونِ ملک بھی پھیلا ہوا ہے۔ اُردو کا شمار بین الاقوامی زبانوں میں ہوتا ہے۔

(viii) مشترک ذریعہ:

ہر قوم کی ایک زبان ہوتی ہے جو اُس کے عوام کے مابین اتحاد اور رابطے کے ذریعہ کے طور پر کام آتی ہے۔ مسلمانوں کو باہم یکجا کرنے والی قوت اسلام ہے۔ اسلام کے پیغام کی تبلیغ کے لیے اُردو ایک مشترک ذریعہ بنی اور اسی نے اس کو ایک منفرد مقام عطا کیا ہے اور اسی وجہ سے یہ پاکستان کی قومی زبان ہے۔

3۔ قومی زندگی میں مشترکہ ثقافتی اظہار:

پاکستان کے چاروں صوبوں کی اپنی اپنی صوبائی زبانیں موجود ہیں۔ ان مختلف صوبوں کے رہنے والوں کے رسم و رواج اور رہن سہن میں معمولی اختلاف بھی ہے لیکن پاکستان کے ثقافتی ورثے کا نمایاں تشخص اسلامی تہذیب ہے۔ اس نظام میں مساوات، بھائی چارے، اخوت، عدل وانصاف، حق گوئی اور سچائی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس نظامِ حیات نے پھر مزید علم وادب سازی و تعمیرات، موسیقی و مصوری، خطاطی اور لسانیات کو متاثر کیا۔ ان میدانوں میں مسلمانوں کے کارہائے نمایاں ہمارا ثقافتی ورثہ ہیں۔ ان کے حوالے سے ہمیں جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ اسلام نے پاکستان کے عوام کو اُخوت کے ایک رشتے میں پرو دیا ہے۔ اسی لیے قومی زندگی میں مشترکہ ثقافتی اظہار مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) ملی جلی ثقافت:

پاکستان میں ملی جلی ثقافت پائی جاتی ہے اور اپنے اساسی ڈھانچے کی بنیاد پر یہ بہت اہم ہے۔ ہر خطے کے لوگ اپنے اطراف کے ماحول سے متاثر ہوتے ہیں۔ ماحول کے اثرات اُن کے لباس، غذا اور طرزِ زندگی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ پاکستان میں لوگ مختلف علاقوں سے آکر آباد ہوئے ہیں۔ ان میں عرب، ایرانی اور ترک وغیرہ شامل ہیں۔ یہ سب لوگ اپنے اپنے خطوں کے رسوم و رواج کے پیروکار تھے۔ اُن کے لباس، زبان اور ثقافت جدا تھی۔ یہ تمام ثقافتیں ایک دوسرے میں شامل ہوگئی اور انھوں نے مشترکہ پاکستانی ثقافت پیدا کر دی ہے۔

(ii) مردوں اور خواتین کی حیثیت و مرتبہ:

پاکستانی ثقافت میں مرد کو منفرد اور ممتاز مرتبہ حاصل ہے۔ وہ خاندان کا سربراہ ہے۔ اُس کو برتری اور فوقیت حاصل ہے۔ لیکن عورت کو بھی خاندان کا ایک اہم جزو تصور کیا جاتا ہے جو چار دیواری کے اندر خاندانی معاملات کو چلاتی ہے اور اس چار دیواری کے اندر اُسی کا حکم چلتا ہے۔ خانہ داری اور بچوں کی پرورش اور نگہداشت کسی بھی خاندان میں عورت کی ذمہ داری ہے۔ نیز یہ کہ اسلامی اصولوں کے تحت اُس کو تعلیم کا حق، ملکیت کا حق اور تجارت کا حق حاصل ہے۔ اسلامی

تعلیمات کی روشنی میں خواتین ومردوں کے حقوق وفرائض کا تعین کیا گیا ہے اور پاکستان کا مشترکہ ثقافتی ورثہ تشکیل پاتا ہے۔

(iii) معاشرتی زندگی:

پاکستان میں معاشرتی زندگی بہت سادہ ہے۔ لوگ قدیم روایات پر یقین رکھتے ہیں، اُن کے رسوم ورواج سادہ اور دلچسپ ہیں۔ مشترکہ خاندانی نظام اختیار کیا جاتا ہے۔ لوگوں کو بڑوں کی عزت کرنا اور بچوں سے پیار کرنا سکھایا جاتا ہے۔ لوگ ایک دوسرے سے پیار ومحبت اور احترام کے رشتے سے جڑے ہوئے ہیں۔ خواتین کا احترام اور ان کی عزت کی جاتی ہے۔ لوگوں کی اکثریت دیہات میں رہتی ہے اور زراعت اور مویشی پالنے سے منسلک ہیں۔ شادیاں روایتی طریقوں سے منائی جاتی ہیں۔ شہر میں بہت رنگینی اور حسن ہوتا ہے۔ شادیوں پر کثیر رقم خرچ کی جاتی ہے۔ شہروں میں بہت سے افراد قومی معیشت کے مختلف شعبوں میں بھی ملازمت کرتے ہیں۔ اسی لیے پاکستان کے تمام حصوں میں معاشرتی زندگی تقریباً یکساں ہے۔ سوائے اس کے چند تہواروں اور مواقع کو منانے میں آب وہوا اور ماحولیاتی حالات کے زیر اثر کچھ تھوڑا بہت فرق آ جاتا ہے۔

(iv) غذا (خوراک):

پاکستان کے عوام کی اکثریت سادہ غذا کھاتی ہے۔ یہ لوگ گندم کی روٹی، گوشت، دالیں اور سبزیاں کھاتے ہیں۔ یہ لوگ چائے، سادہ پانی یا مشروبات پیتے ہیں۔ یہ لوگ مقامی پھل اور ملک کے دوسرے علاقوں کے پھل بھی کھاتے ہیں۔ اسی لیے خوراک کی عادات بھی ہر صوبے میں مشترک ہیں۔

(v) تفریحات:

ہماری تفریحات اور فارغ اوقات کے مشاغل ملتے جلتے ہیں۔ کھیلوں میں ہاکی، کرکٹ، اسکواش، کبڈی اور کشتی پورے ملک میں یکساں طور پر مقبول ہے۔ تمام لوگ ان کھیلوں میں دلچسپی لیتے ہیں اور اسی لیے یہ ہمارے قومی کھیل بن گئے ہیں۔ یہ کھیل ہمارے مشترکہ اور مماثل ثقافت کے عکاس ہیں۔

(vi) مذہبی تفریحات (تہوار):

مشترکہ اور مماثل ثقافتی ورثے کا مشاہدہ ہماری مذہبی تفریحات اور تہواروں میں بھی کیا جا سکتا ہے۔ شادی ایک مقدس اور پاکیزہ مذہبی فریضہ ہے اور اسی لیے یہ اسلامی روایات اور رنگ کی عکاسی ہے۔ شادی کے موقع پر لوگ زرق برق اور رنگین لباس پہنتے ہیں۔ دلنشین اور میٹھے گیت گاتے ہیں، تحفے دیتے ہیں اور لذیذ کھانوں پر لوگوں کی دعوتیں کرتے ہیں۔

شادی کے موقع پر گھروں کو رنگین روشنیوں سے سجایا جاتا ہے۔شادی خوشی ومسرت کا ذریعہ بنتی ہے۔اس سے بھی ہمارے مشترکہ اور مماثل ثقافتی ورثے کا اظہار ہوتا ہے۔

ہمارے ہاں اسی طرح پیدائش وموت کی چند رسوم و رواج ہیں۔ بچے کی پیدائش اور خاص طور سے لڑکے کی پیدائش پر خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ ایک دوسرے کو تحفے تحائف دیے جاتے ہیں۔ کسی شخص کے انتقال پر لوگ غم زدہ خاندان کے ساتھ دکھ وغم والم میں شریک ہوتے ہیں۔اس موقع پر ہمسائے،عزیز واقرباء اور دوست احباب کھانے کا انتظام کرتے ہیں۔اس طرح سے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ اخوت کے جذبات ابھارتے ہیں۔

اسی طرح عید میلاد النبی، عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہمارے مذہبی تہوار ہیں، جنھیں پرُ جوش طریقے سے منایا جاتا ہے۔ تمام لوگ نئے لباس پہنتے ہیں، مختلف قسم کے لذیذ پکوان پکاتے ہیں اور تحفے تحائف کا تبادلہ کرتے ہیں۔ان تمام مواقع اور تہواروں پر اخوت ومحبت کے عظیم جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے۔

(vii) اُخوت ومحبت کا ایک ہی پیغام:

ہمارے ثقافتی ورثے کا اظہار ہمارے مذہبی ادب (لٹریچر) اور ادبی اقدار سے ظاہر کیا جاتا ہے۔اخوت ومحبت کا ایک ہی پیغام ہے جو ہمارے صوفیوں نے مختلف زبانوں میں پہنچایا ہے۔مختلف ادیبوں نے مختلف زبانوں میں جو ادب تخلیق کیا ہے وہ امن، انسانیت، تصوف، عدل وانصاف، محبت اور باہمی تعاون کا پیغام اور درس دیتا ہے۔شاہ عبداللطیف بھٹائی اور سچل سرمست نے سندھ میں، سلطان باہو، بلھے شاہ اور وارث شاہ نے پنجاب میں، رحمان بابا اور خوشحال خان خٹک نے خیبر پختونخوا میں اور گل خان نصیر نے بلوچستان میں ہمیں محبت اور اخوت کا ایک جیسا درس دیا ہے۔ اسی لیے یہ ہمارے مشترکہ اور مماثل ثقافتی ورثے کی نشانیاں ہیں۔

(viii) ذرائع ابلاغ:

ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات ورسائل اور ذرائع آمدورفت کی وساطت سے قومی ہم آہنگی اور ربط اور مشترکہ قومی ثقافت نشوونما پارہی ہے۔

(ix) نظام تعلیم:

قومی سطح پر اختیار کیے جانے والے تعلیمی نظام کی وساطت سے قومی ثقافت کی نشوونما ہوتی ہے اور یہ پروان چڑھتی ہے۔ ہمارے تعلیمی نظام کی یکسانیت اور پڑھائے جانے والے مضامین، نگرانی کا نظام اور طریقہ امتحان وجانچ سے قومی

جذبہ و روح بیدار کرنے میں مدد ملتی ہے اور بچوں کو مشترکہ ثقافتی اقدار کا احساس دلایا جاتا ہے۔ اس طرح قومی ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ مشترکہ ثقافتی اقدار کو فروغ ملتا ہے اور نئی نسل کا ثقافتی ورثے سے لگاؤ پیدا ہوتا ہے۔

4۔ لباس، تہوار اور میلے، فن و حرفت اور دستکاریاں:

پاکستان ایک بہت وسیع و عریض ملک ہے۔ پاکستان کے مختلف علاقوں کے جغرافیائی حالات اور آب و ہوا میں فرق کی وجہ سے مختلف علاقوں کے رہائش پذیر لوگوں کے رہن سہن، لباس، رسم و رواج، تہوار اور میلے، فنون اور دستکاریوں میں بہت تنوع پایا جاتا ہے۔ اس تنوع کی وجہ سے ہماری ثقافت بڑی بھرپور اور رنگین ہوگئی ہے۔ اس رنگین تنوع اور ہمہ گیریت کا مشاہدہ ہماری ثقافت کے مندرجہ ذیل روپ اور صورتوں سے کیا جاسکتا ہے۔

(i) لباس:

پاکستان کا قومی لباس نہایت سادہ مگر باوقار ہے۔ مرد عام طور پر شلوار اور قمیض پہنتے ہیں۔ اُس کے ساتھ واسکٹ اور پگڑی (کلاہ اور ٹوپی) بھی پہنتے ہیں۔ عورتوں کا عام لباس شلوار، قمیض اور دوپٹہ ہے۔ لیکن مردوں اور عورتوں کے لباس کے اندر (ڈیزائن) میں فرق ہے۔ تاہم آب و ہوا اور موسم کے حالات لباس کے انتخاب اور پسند پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ سرد علاقوں میں لباس موٹے اونی کپڑوں سے تیار کیے جاتے ہیں۔ پنجاب، سندھ اور بلوچستان میں موسم گرما میں ہلکے لباس استعمال ہوتے ہیں۔ جبکہ موسم سرما میں موٹے اونی لباس یا سوتی لباس استعمال کیے جاتے ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا کے لوگوں کے لباس یہی ہیں سوائے اس کے کہ جو لوگ شدید سرد علاقوں میں رہتے ہیں وہ لوگ موسم سرما میں موٹے اونی لباس استعمال کرتے ہیں۔ ملک کے تمام علاقوں میں کوٹ اور پتلون بھی استعمال ہوتے ہیں مگر یہ زیادہ تر شہری علاقوں میں استعمال میں آتے ہیں۔ بہرحال مجموعی طور پر ہمارا قومی لباس شلوار اور قمیض پر مشتمل ہے۔

(ii) ادب اور فنونِ لطیفہ:

مصوری، خطاطی، فنِ تعمیر اور موسیقی کو فنونِ لطیفہ سمجھا جاتا ہے۔ مسلم دورِ حکومت کے دوران جنوبی ایشیا (برصغیر پاک و ہند) میں یہ فنون خوب پھلے اور پھولے۔ اُن کی یہ کامیابیاں اور کامرانیاں ہمارا قومی اثاثہ ہیں۔ پاکستان میں ہمارے مصوروں نے اعلیٰ پائے کی مصوری کی۔ ہمارے خطاطوں نے قرآنِ پاک کی آیات کو نہایت خوبصورت اور اچھوتے انداز میں رقم اور اسلامی اور قرآنی خطاطی کے اعلیٰ نمونے تخلیق کیے ہیں۔ خوبصورت عمارات میں مسلمانوں کا روایتی فنِ تعمیر کا عکس نظر آتا ہے۔ موسیقی کے شعبے میں بھی قدیم موسیقی اور جدید سُروں کے امتزاج سے نئے نئے تجربات کیے گئے۔

ٹیلی ویژن اور اسٹیج ڈراموں کے ذریعے اس فنِ لطیفہ کو پروان چڑھایا گیا۔ سنگِ تراشی (پتھروں پر نقاشی) اور نقاشی اور دھاتوں اور لوہے سے زیورات سازی، ظروف سازی اور اسلحہ سازی میں ان فنونِ لطیفہ کے شاہکار بہترین نمونے تخلیق کیے گئے ہیں۔

(iii) دستکاریاں:

پاکستان کے تمام علاقوں میں دستکاری کا اعلیٰ معیاری کام نسل در نسل سے ہو رہا ہے۔ یہ دستکاریاں عام طور پر خواتین اپنے گھروں میں کرتی ہیں۔ سندھ میں لباس پر شیشہ سازی اور کندہ کاری کا نہایت نفیس کام ہوتا ہے اور یہ اپنی جگہ خود بڑا منفرد ہے۔ سندھی اجرک (خوبصورت رنگین چادر) بہت مشہور اور مقبول ہے۔ کراچی میں سیپیوں اور پتھروں سے زیور اور آرائشی اشیاء بنائی جاتی ہے۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں کڑھائی، میناکاری اور کشیدہ کاری کا اعلیٰ معیاری کام ہوتا ہے۔

دستکاریوں کے میدان میں پنجاب کا بھی بڑا حصہ ہے۔ ملتان کی اونٹ کی کھال سے بنے ہوئے لیمپ اور دیگر مختلف اشیاء نیز نیلے رنگ کی میناکاری والے برتن، بہاولپور کی مٹی کی نازک صراحیاں اور دیگر ظروف یہ سب ہی دستکاریاں ان علاقوں کے لوگوں کے نفیس فنکارانہ اور ماہرانہ کام کی عکاسی ہیں۔ چنیوٹ میں لکڑی پر کندہ کاری والا فرنیچر تیار ہوتا ہے۔ بلوچستان میں کڑھائی اور کشیدہ کاری اور شیشے کا کام بہت اعلیٰ معیار کا ہوتا ہے۔ خاص طور سے براہوی کشیدی کاری بہت اعلیٰ فنی کام ہے۔ دست کاری کی یہ صفت پاکستان کے اکثر شہروں، قصبوں اور دیہات میں قائم ہے، جہاں ایک طرف اس سے لوگوں کو روزگار ملتا ہے دوسری جانب ان سے ہماری ثقافت کو فروغ مل رہا ہے۔ پاکستان کی دستکاریاں زرمبادلہ کمانے کا بھی ایک ذریعہ ہیں۔

(iv) تہوار اور میلے:

پاکستان میں ہر سال کئی تہوار اور میلے منعقد ہوتے ہیں۔ یہ پاکستان کے لوگوں کے لیے خوشی اور مسرت کا باعث ہیں۔ یہ تہوار اور میلے مندرجہ ذیل ہیں:

عیدالفطر: عیدالفطر ماہِ رمضان المبارک کے اختتام پر یکم شوال کو منائی جاتی ہے۔ یہ اُن مسلمانوں کے لیے جنھوں نے پورے ماہِ رمضان میں روزے رکھے ہوں، اللہ تعالیٰ کی جانب سے انعام و اکرام ہے۔ لوگ اچھے اچھے نئے لباس پہنتے ہیں۔ سویاں کھاتے ہیں اور تحفے تحائف کا تبادلہ کرتے ہیں۔ مالدار لوگ غرباء اور مساکین کی نقد رقوم اور اشیائے صرف سے مدد کرتے ہیں۔

عیدالاضحیٰ: عیدالاضحیٰ ماہ ذی الحجہ کی دس تاریخ کو منائی جاتی ہے۔ یہ عید اُس قربانی کی یاد میں منائی جاتی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنے فرزندار جمند حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کی تھی۔ عیدالاضحیٰ کے روز ہر صاحب حیثیت جانور کی قربانی دے کر عزیزوں، دوستوں، ہمسایوں، اہلِ محلہ اور غرباء و مساکین میں گوشت تقسیم کرتا ہے۔ قربانی ذی الحجہ کی دس، گیارہ اور بارہ تاریخ یعنی تین روز کی جاسکتی ہے۔

عیدمیلادالنبی: یہ تہوار اسلامی سال کی ماہِ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو بڑے مذہبی جوش وخروش اور عقیدت سے منایا جاتا ہے۔ اس روز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی منائی جاتی ہے۔ بازاروں، محلوں اور گھروں کو خوبصورتی سے سجایا جاتا ہے۔ مذہبی جلسے منعقد کیے جاتے ہیں۔ اس تہوار کو انتہائی جوش وجذبے اور محبت وعقیدت سے منایا جاتا ہے۔

غیر مسلموں کے تہواروں کی خوشیاں:

پاکستان کے غیر مسلم شہری بھی مسلمانوں کی تہواروں کی خوشی میں شریک ہوتے ہیں۔ لیکن اُن کے اپنے بھی تہوار ہوتے ہیں۔ عیسائی 25 دسمبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام (مسیح اللہ) کا یومِ ولادت مناتے ہیں اور اپریل میں ایسٹر کا تہوار مناتے ہیں۔ مسلمان اُن کی خوشیوں میں شریک ہوتے ہیں۔ اس طرح ہندو اور سکھ بھی اپنے تہوار دیوالی، رام لیلا، ہولی، راکھی بندھن اور بیساکھی وغیرہ مناتے ہیں۔ تمام پاکستانی اُن کے خوشی اور مسرت کے جذبات اور تہواروں میں شریک ہوتے ہیں۔

میلے: پاکستانی ثقافت کا ایک گراں قدر پہلو میلے ہیں۔ عام طور سے یہ میلے عظیم بزرگوں اور صوفیوں کی عرس (سالگرہ یا برسی) کے موقع پر لگتے ہیں۔ ان میں شرکت کے لیے لوگ دور دراز سے آتے ہیں۔ دیہاتی علاقوں میں ہر فصل کی کٹائی کے بعد چند میلے لگتے ہیں۔ یہ میلے دوست احباب، عزیز و اقارب اور دوسروں سے میل ملاقات کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ لوگ خرید وفروخت کرتے ہیں اور اس طرح معاشی سرگرمیاں فروغ پاتی ہیں۔ پاکستان کے سب سے زیاہ مشہور میلے مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) عرس حضرت داتا گنج بخش (لاہور، پنجاب)

(ii) عرس حضرت میاں میر (لاہور، پنجاب)

(iii) عرس حضرت بہاءالدین زکریا (ملتان، پنجاب)

(iv) عرس شاہ رکن عالم (ملتان، پنجاب)

(v) عرس حضرت شاہ دولہ دریائی (گجرات، پنجاب)

(vi) عرس حضرت عبداللطیف، بری امام (اسلام آباد)

(vii) عرس حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی (بھٹ شاہ، سندھ)

(viii) عرس حضرت سچل سرمست (درازہ، سندھ)

(ix) عرس حضرت لعل شہباز قلندر (سیہون، سندھ)

(x) عرس حضرت عبداللہ شاہ غازی (کلفٹن کراچی، سندھ)

یہ تمام تہوار اور میلے ہماری ثقافت کا گراں قدر سرمایہ ہیں۔ ان کے ذریعے معاشرتی اور سماجی سرگرمیوں کو فروغ ملتا ہے۔ ہمارے ثقافتی روابط اور رشتے مضبوط ہوتے ہیں اور ان سے قومی اتحاد اور یک جہتی پیدا کرنے میں مدد ملتی ہے۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

1۔ ثقافت کی خصوصیات بیان کیجیے۔

2۔ کوئی زبان ثقافت کا اہم حصہ کیوں ہے؟

3۔ پاکستان کی زبانوں پر ایک نوٹ لکھیے۔

4۔ بحیثیت قومی زبان اُردو کی اہمیت بیان کیجیے۔

5۔ قومی زندگی میں مشترکہ ثقافتی مظاہر کون کون سے ہیں؟

6۔ پاکستان کے فنون اور دستکاریوں پر ایک نوٹ تحریر کیجیے۔

7۔ تہواروں کی ہماری ثقافت کے لیے اہمیت بیان کیجیے۔

(ب) خالی جگہیں پُر کیجیے:

(i) پاکستان کی قومی زبان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

(ii) پاکستان کی ثقافت ایک۔۔۔۔۔۔۔۔ثقافت ہے۔

(iii) پاکستان کا قومی لباس۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

(iv) پاکستان میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زبانیں بولی جاتی ہیں۔

(v) بلوچستان میں دو زبانیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بولی جاتی ہیں۔

(vi) بلوچی زبان کے دو عظیم شعراء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

(vii) شاہ حسین ایک عظیم۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاعر ہیں۔

(viii) آزادی کے بعد سندھی زبان نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں بے پناہ ترقی کی ہے۔

(ix) پاکستان کے اکثر لوگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔غذا کھاتے ہیں۔

(x) ۔۔۔۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔۔۔کا ایک ہی پیغام جو ہمارے صوفیوں نے مختلف زبانوں میں دیا ہے۔

(xi) عیدالفطر۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے مہینے میں منائی جاتی ہے۔

(xii) عیسائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔مناتے ہیں۔